الفاظ کے مطابق خالص سونے کی ہی جنگ ہے، جس کا امکان مستقبل قریب میں ہے۔ پس مجھے یہ کہنے میں کوئی پس و پیش نہیں کہ امریکیوں کو یہی سونے کی بھوک عراق میں کھینچ لائی ہے، کیونکہ جو لوگ فضاؤں سے تحت الثریٰ کی چیزوں تک کا پتہ لگا لیتے ہیں، ان سے یہ بات کیونکر مخفی رہ سکتی ہے کہ اس علاقہ میں سونے کے پہاڑ موجود ہیں۔ رہا پیٹرول کا معاملہ تو اس پر تو پہلے ہی عالمی امریکی اور یہودی کمپنیوں کا قبضہ ہے، یہاں تک کہ پیٹرول کے ریٹ بھی تیل برآمد کرنے والے ممالک نہیں امریکہ متعین کرتا ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ علاقہ میں کسی قسم کا خطرہ نہ ہونے کے باوجود لاکھوں کی تعداد میں امریکی افواج کے اجتماع اور عرب ممالک کو فتح کرنے کے یہودی عیسائی منصوبوں میں یہی جذبہ کارفرما ہے۔ اسلام دشمن قوتوں کا منصوبہ ہے کہ مسلمانوں کا قتل عام کرکے ان کی لڑنے کی سکت ختم کی جائے، پھر سونا نکالا جائے۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ تیل کی موجودہ جنگ و جدال اس بڑی جنگ کا پیش خیمہ یا ریہرسل ہے۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعب کی روایت میں ہے کہ: لا یزال الناس مختلفة اعناقهم فی طلب الدنیا سمعت رسول اللہ ﷺ... (مسلم) یعنی دنیا پر لوگ ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ زیر بحث خزانہ کی جنگ شروع ہوگی۔ تاہم یہاں بھی یہی اشکال وارد ہے کہ اگر سونا ہی مراد ہے تو سونا تو پورے علاقہ میں وافر مقدار میں موجود ہے پھر عراق کی ہی تخصیص کیوں ہے؟ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث کے مطابق آپؐ نے عراق کو فتنہ و فساد اور زلزلوں کی سرزمین قرار دے کر اسے اپنی دعائے خیر میں شامل نہیں فرمایا تھا (یہ حدیث آگے آرہی ہے)، جبکہ حرمین شریفین کو دو جلیل القدر انبیائے کرام حضرت ابراہیم و حضرت محمد مصطفیٰ -علیہم السلام اجمعین- کی دعاؤں کی سوغات عطا ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب، نیز احادیث میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ ویکون بدو الترک بالجزیرة والروم بفلسطین (ترک جزیرۃ العرب یعنی سعودی عرب میں لوٹیں گے اور روم یعنی مغربی قوتیں فلسطین میں) اور اب امریکا سعودی سونا ہتھیانے کا منصوبہ بنا رہا ہے جس میں ترکی سے مدد لے گا۔ عالمی رپورٹوں کے مطابق امریکہ نے سعودیہ کو چار حصوں میں بانٹنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ دریں اثنا امریکی کانگریس نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر دھماکہ کے حوالہ سے جو رپورٹ پیش کی ہے اس میں الزام لگایا گیا ہے کہ سعودی عرب دہشتگردی میں ملوث ہے۔ جواب آں غزل کے طور پر سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل نے کہا ہے کہ امریکی کانگریس کے ارکان بہرے ہوچکے ہیں جو ہماری بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ ٦- مذکورہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ: اس جنگ میں دس میں سے نو آدمی مارے جائیں گے (ابن حبان حدیث: ٦٦٩٢- ابن ماجہ حدیث: ٤٠٤٦- احمد حدیث: ٥٤٥/ج ٢) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث شاذ ہے۔ ہمارے نزدیک یہاں سرے سے تعداد مطلوب ہی نہیں جیسا کہ کرمانی شارح بخاری لکھتے ہیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ خزانہ کی لڑائی میں زبردست خونریزی ہوگی۔ بعض آثار میں ہے کہ "ہر نو میں سے سات افراد قتل ہوجائیں گے۔" (کتاب الفتن روایت: ٦٧٧- ٨٥٠- ٩٦٩) نیز بعض روایات کے مطابق یہ متوقع عالمی جنگ ظہور مہدی سے قبل ہوگی۔ (فتح الباری ص ٨١/ج ١٣، ابن ماجہ، حاکم حدیث: ٥١٠/ج ٤، مسند الرویانی ص ٤١٧، سنن الواردۃ فی الفتن حدیث: ٥٤٨) ایک روایت میں ہے کہ "جب تک نو میں سے سات آدمی مر نہ جائیں، مہدی ظاہر نہ ہوں گے۔" نیز یہ الفاظ بھی ملتے ہیں: تدوم الفتنة الرابعة اثنا عشر عاما تنجلی حین تنجلی وقد انحسرت الفرات عن جبل من ذهب فيقتل من كل تسعة سبعة (کتاب الفتن روایت: ٩٧٠) چوتھا فتنہ ١٢ برس چلے گا، جس میں شدت آتی رہے گی۔ اس کے بعد فرات کے کنارے سونے کا پہاڑ برآمد ہوگا۔ کعب احبار کے قول میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں عراق پر شام قبضہ کس وجہ سے کرے گا؟ "(جب سونے کا پہاڑ برآمد ہوگا تو) دریائے فرات کا ایک کنارہ ملک شام میں داخل ہوجائے گا یا اس کے قریب آجائے گا، پھر مال لینے کے لئے ایک مجمع عظیم لڑ پڑے گا یہاں تک کہ نو میں سے سات مارے جائیں گے۔" اگر یہ قول صحیح ہے تو پھر پیٹرول کی موجودہ جنگ "خزانہ کی لڑائی" نہیں، بلکہ خزانہ سفیانی کے قریبی زمانہ میں برآمد ہوگا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ موجودہ جنگ و جدال کا سلسلہ طویل ہوکر سفیانی کے زمانہ تک وسیع ہوجائے۔ جبکہ امریکا اور اسرائیل پہلے ہی اس جنگ کو شام تک پھیلانا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہودی دنیا کو تیسری عالمی جنگ کی طرف دھکیل رہے ہیں: اعتراض کیا جاسکتا ہے

که ان روایات میں اسرائیل کا تو سرے سے ذکر نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ان کالموں میں شروع ہی میں مغربی محققین کی تحریروں کی روشنی میں بیان کر چکے کہ موجودہ زمانہ میں جہاں جہاں جنگ ہو رہی ہے اس میں یہودی پیش پیش ہیں، جس کی دو بنیادی وجوہات ہیں:۱- بین الاقوامی سطح پر اسلحہ، سائنسی ٹیکنالوجی، سرمایہ، سیاسیات، اقتصادیات کے وسائل پر قابض ہونے کی بنا پر جنگ یہودیوں کے لئے منافع بخش کاروبار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ۲- اقوام عالم بالخصوص مسلمانوں کو آپس میں یا عیسائیوں سے لڑوا کران کے کھنڈرات پر صیہونی عالمی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے دنیا میں پہلے دو عالمی جنگیں کروا چکے ہیں اور آئندہ دنیا کو تیسری عالمی جنگ کے جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں، جیسا کہ آیت کریمہ لتفسدن فی الارض مرتین (سورہ بنی اسرائیل) میں ہے کہ اے یہودیو! تم ضرور بالضرور زمین میں دوبار فساد عظیم برپا کرو گے اور بہت بڑی سرکشی کرو گے۔ "زمین" یعنی دنیا میں، نیز حدیث ذیل سے بھی اس نظریہ کا ثبوت ملتا ہے: **عمران بیت المقدس خراب یثرب، خراب یثرب حضور الملحمة، حضور الملحمة، فتح قسطنطنیة، فتح قسطنطنیة خروج الدجال** (مستدرک حاکم حدیث: ۸۲۹۷، ابوداؤد، عون المعبود حدیث: ۴۲۹۴، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث: ۳۷۲۰۹، مسند احمد حدیث: ۲۲۰۷۶، مسند الشامین حدیث: ۱۹۰، فتح الباری ص ۲۷۸ ج ۶ ص ۱۹۱ ج ۱۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت المقدس کا آباد ہونا (اسرائیل کا قائم ہونا) مدینہ منورہ کی بربادی کا باعث ہے۔ مدینہ کی بربادی عالمی جنگوں کا باعث ہے۔ عالمی جنگوں کا نتیجہ قسطنطنیہ (ترکی) کی فتح کی صورت میں نکلے گا۔ فتح قسطنطنیہ خروج دجال کا پیش خیمہ ہوگی۔ حضرت معاذؓ نے یہ حدیث حضرت عمرؓ کے سامنے بیان کی اور ان کے کاندھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ خدا کی قسم! یہ اسی طرح حق ہے جس طرح آپ یہاں بیٹھے ہیں (اس میں اشارہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ حدیث بیان کر کے اسی انداز میں اس کی صداقت کے بارے میں یقین ظاہر فرمایا تھا)۔

سعودی عرب پر قبضہ کا خواب: مستقبل قریب کے بارے میں یہ حدیث انتہائی اہم نکات پر مشتمل ہے: ۱- "بیت المقدس کی آبادی" کا لازمی مطلب قیام اسرائیل ہے۔ جزو بول کر کل مراد لینا عربی زبان میں مروج ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ رکوع کرو، سجدہ کرو یعنی نماز ادا کرو۔ بنابریں بیت المقدس کی آبادی کا مطلب قیام اسرائیل اور یثرب کی بربادی کا مطلب سعودی عرب کی بربادی ہے، جیسا کہ ایک عرصہ سے یہودی، سعودی عرب کو ہڑپ کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں، چنانچہ عرصہ سے "گریٹ اسرائیل" کے یہودی نقشہ میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ تاہم مجھے اس نظریہ پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ صحیح احادیث میں حرم مدینہ کے بیرونی حدود میں یہودیوں کے پہنچنے کی اطلاعات ضرور موجود ہیں مگر دجال اعظم کی قیادت میں نہ اس سے پہلے۔ بالفاظ دیگر دجال سے پہلے یہودی اپنے اس مذموم مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ جبکہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ قیام اسرائیل اور سعودیہ کی بربادی کی پیش گوئی عالمی جنگوں، فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال پہلے کی گئی ہے۔ اس ضمن میں حدیث **یغلب السفیانی علی ما یلیه** (سفیانی اپنے ہر مدمقابل پر غالب آجائے گا) بیان کی جا چکی، جس کا مطلب ہے کہ مہدیؑ سے قبل سفیانی اسرائیل کا صفایا کر چکا ہوگا۔ "**ما یلیه**" میں یہی راز مضمر ہے کہ امریکا بہادر، اسرائیل، ان دونوں کے پالتو حکمران یا ممالک مصر، ترکی جو بھی اس کے سامنے آئے گا، سب کو پچھاڑ دے گا۔ یہی نظریہ مذکورہ بالا ان روایات سے بھی مترشح ہوتا جن کا خلاصہ ہے کہ سفیانی عالم عرب میں مداخلت کرنے والی ترک اور عیسائی افواج کا حشر نشر ایسا کردے گا کہ لاشیں درندے تک نہیں کھائیں گے۔ نیز حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ **یتحرک بابلیا رجل اعور العین فیکثر الحرج و یحل**

السبايا وهو الذی یبعث بجیش الی المدینة (کتاب الفتن حدیث نمبر۸۲۸) قدس میں کانا حکمران متحرک ہوگا، جو سخت خونریزی کرے گا، لوگوں کو غلام اور باندھی بنائے گا اور وہی مدینہ پر حملہ کے لئے لشکر روانہ کرے گا۔ دیگر روایات میں اس ''کانے حکمران'' کی صفات یہ بیان کی گئی ہیں: ''بدصورت'' - ''دھنسی ہوئی آنکھوں والا'' - ''آنکھ میں سفید داغ ہوگا'' - ''بڑی کھوپڑی والا'' - ''پتلی پنڈلیوں والا'' - ''چہرے پر چیچک'' ہوگا اور یہی سفیانی ہے (نعیم بن حماد، صفة السفیانی واسمہ ونسبہ) غرض حرم مدینہ پر لشکرکشی سے قبل سفیانی اسرائیل فتح کرچکا ہوگا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سفیانی کے زمانہ میں عالم عرب میں واحد ایٹمی قوت ہونے کی وجہ سے اسرائیل قوت اور طاقت کا مرکز ہوگا، اس لئے جو حکمران پورے عالم عرب پر حکمرانی کا خواب دیکھے گا وہ پہلے اسرائیل فتح کرے گا۔ اگرچہ اسرائیل کے پاس سینکڑوں ایٹم بم بلکہ حیاتیاتی بم بھی موجود ہیں، مگر سفیانی کے ہاتھوں اپنے سرپرست ناٹو ممالک کی افواج کو تہس نہس ہوتے دیکھ کر یہودیوں کی ہوا نکل جائے گی، وہ اسرائیل چھوڑ کر یورپ، امریکا وغیرہ ممالک کی طرف بھاگ جائیں گے، جیسا کہ مختلف ادوار میں، اسپین، جرمنی، روس، برطانیا سے بھاگ کر اس وقت امریکا میں جمع ہیں۔ چونکہ عالم عرب میں تیل کی سیاست یا خزانہ کی دریافت کی وجہ سے وسیع پیمانہ پر جنگی جنون کا جو سلسلہ چل رہا ہے اور چل رہا ہوگا، جو بدقسمتی سے دن بدن دراز تر ہوتا جائے گا، اس وجہ سے بیشمار لوگ لبنان یا اسرائیل منتقل ہوجائیں گے۔ پس افرادی طاقت کا توازن بھی قدس میں قائم ہوگا، اسی وجہ سے سفیانی کے اقتدار کا مرکز بھی ہوگا، یہی مطلب ہے ''عمران بیت المقدس'' کا۔

ترکوں کا ''ذبح اعظم'': ان روایات میں یہ پیشین گوئی بھی کی گئی ہے کہ مستقبل قریب میں عیسائی اور ترکی مل کر عربوں سے لڑیں گے۔ بالخصوص حضرت عمارؓ کی یہ روایت بہت چشم کشا ہے کہ وبـاتـی هلاک ملکهم من حیث بدا ویکون بدو الترک بالجزیرة والروم بفلسطین (بحیثیت ملک یا قوم کے ترکوں کے خاتمہ کا وقت آئے گا تو وہ عیسائیوں کے حلیف بن کر جزیرۃ العرب پر اور رومی (یعنی عیسائی یا امریکا) فلسطین پر قبضہ کریں گے) واضح ہو کہ جزیرۃ العرب سے مراد کویت، قطر، بحرین، شام و عراق وغیرہ نہیں بلکہ حجاز مقدس یعنی سعودی عرب ہے (فتح الباری ص ج)

احادیث میں عالم عرب پر ترکوں کے دوحملوں کی خبر دی گئی ہے: ۱- پہلے ہلاکو کی قیادت میں خاص طور پر بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس کے بعد یہ مشرک قوم مسلمان بلکہ کعبہ کی پاسبان بن گئی۔ ۲- دوسرے مرحلہ میں وہ مرتد اور کفار یہود و نصاریٰ کے حلیف بن کر (غالباً تیل پر قبضہ کے لئے) حجاز مقدس یعنی سعودیہ پر حملہ کریں گے۔ چنانچہ اس کے آثار عرصہ سے ہویدا ہورہے ہیں۔ آج کل مسلم اکثریت کا ملک ہونے کے باوجود ترکی ناٹو سے منسلک ہے اور یہود ونصاریٰ کے مقاصد کے لئے استعمال ہورہا ہے، حالانکہ بیسویں صدی کے آغاز تک مسلسل پانچ سو برس تک ترک یورپ کے مقابلہ میں اسلام کے محافظ تھے مگر پہلی عالمگیر جنگ (1918-114) کے دوران یہودیوں، عیسائیوں، اقتدار کے بھوکے عرب لیڈروں اور لادین ترک افواج نے اتاترک کی قیادت میں عثمانی خلافت کا خاتمہ کردیا۔ کمال اتاترک نام کا مسلمان، کام کا کافر بلکہ ''دومة الجندل'' یہودی تھا۔ اس نے جدید ترکی میں آذان، قرآن، عربی زبان، کلمہ طیب، دینی مدارس، مساجد، پردہ اور دیگر تمام شعائر اسلام پر پابندی لگا کر ملک کو لادین اسٹیٹ قراردیا اور ایسی لادین فوج تیار کی جو اب تک ترکی کے لادینی تشخص کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ دوسرے الفاظ میں ترک بحیثیت ایک قوم یا بحیثیت فوجی قوت کے مرتد ہوچکے ہیں۔ اسی وجہ سے احادیث میں وارد ہے کہ آخری بار جب ترک جزیرۃ العرب پر چڑھ دوڑیں گے تو ان میں ''اللہ کا ذبح اعظم'' واقع ہوگا، یعنی بحیثیت ملک۔ یا قوم کے نیست و نابود ہوجائیں گے۔ اگرچہ یہ مرحلہ حضرت امام مہدی علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف کے زمانہ میں آئے گا، مگر ترکوں کی تباہی کا عمل سفیانی

شروع کرے گا، چنانچہ یہ روایت گزر چکی کہ" سفیانی ترکوں سے لڑے گا، پھر مہدی ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔"

سفیانی کی حرم مدینہ میں سفاکی: بخاری کتاب المبیوع، کتاب الحج باب ہدم الکعبہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اور مسلم میں ام المؤمنین ام سلمہؓ رضی اللہ عنہن اجمعین کی روایات سلسلہ مباحث کی قسط:۳ میں تفصیل سے بیان کر چکے جن کا خلاصہ ہے کہ حرم مکہ میں پناہ لینے والے شخص (امام مہدی) کو گرفتار کرنے کے لئے جارح سفیانی لشکر جب حرم مدینہ سے باہر پہنچے گا تو زمین میں غرق کردیا جائے گا۔ اس لشکرکشی کی وجہ حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ: **قال رسول اللہ ﷺ یخرج رجل یقال لہ السفیانی فی عمق دمشق وعامة من یتبعه من کلب فیقتل حتی یبقر بطون النساء ویقتل الصبیان فتجمع لهم قیس فیقتلها حتی لا یمنع ذنب تلعة ویخرج رجل من اهل بیتی فی الحرة فیبلغ السفیانی فیبعث الیه جندا من جنده فیهزمهم فیسیر الیه السفیانی بمن معه حتی اذا صار بیداء من الارض خسف بهم فلا ینجو منهم الا المخبر عنهم هذا حدیث صحیح الاسناد علی شرط الشیخین ولم یخرجاه** " (مستدرک، کتاب الفتن والملاحم حدیث: ۸۵۸۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دمشق پر ایک شخص حکمرانی کرے گا جسے سفیانی کہا جائے گا۔ اس کے اکثر ماننے والے بنوکلب ہوں گے وہ لوگوں کا قتلِ عام کرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ تک چاک کرے گا اور بچوں کو تہ تیغ کرے گا۔ مقابلہ کے لئے قبیلہ قیس کے لوگ جمع ہوں گے،ان کو بھی قتل کردے گا اور ان میں سے بھی کوئی نہیں بچے گا اور حرہ (مدینہ سے باہر) میرے خاندان کا ایک شخص ظاہر ہوگا۔ جب سفیانی کو پتہ لگے گا تو اس کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر بھیجے گا، جو شکست کھائے گا۔ تب سفیانی (لشکر جرار) لے کر خود حملہ آور ہوگا، مگر اس کا لشکر راستہ میں دھنسا دیا جائے گا۔ صرف ایک شخص بچے گا جو اپنے اس حال زار کی لوگوں کو خبر دے گا۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے جو انہوں نے بیان نہیں کی۔ بعض روایات میں ہے کہ "**فلا ینجو منهم الا رجلان من کلب اسمهما وبرو وبیر تقلب وجوههما فی اقفیتهما**" (کتاب الفتن نعیم حدیث: ۹۴۱) صرف دو افراد وبر اور وبیر نامی بچیں گے جن کے چہرے گدی کی طرف پھیر دیئے جائیں گے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ اس لشکر کا ایک تہائی حصہ غرق ہوگا، ایک تہائی کی شکلیں بدل کر چہرے گدی کی طرف پھیر دیئے جائیں گے۔ مسخ شدہ لوگ پیٹھ کی طرف سے دیکھیں گے اور ایڑیوں کے بل چلیں گے اور ایک حصہ کے پر چڑھ دوڑے گا۔ (کتاب الفتن حدیث نمبر: ۹۴۴)

قارئین کرام! عبرتناک واقعہ انسانی تاریخ کا غالباً دردناک ترین واقعہ ہوگا۔ اگرچہ قرآن و حدیث میں ایسی چند ایک انفرادی مثالیں ملتی ہیں مثلاً قارون کا واقعہ سورہ قصص میں موجود ہے، جسے اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسادیا گیا یا وہ شخص جو مارے تکبر کے اپنی چادر گھسیٹ کر چل رہا تھا اور اللہ نے اسے زمین میں غرق کردیا (بخاری حدیث نمبر: ۵۷۸۹) مگر وسیع پیمانہ پر ہزاروں افراد کا زندہ زمین میں غرق ہوجانا قیامت صغریٰ سے کم نہیں۔ حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق ان کی تعداد اسی ہزار اور بعض روایات میں ستر ہزار اور بعض میں کم بتائی گئی ہے تاہم ہزاروں سے کم نہیں ہے۔اسی وجہ سے اسے بڑی بڑی علامات قیامت میں شمار کیا گیا ہے۔ حذیفہ بن اسیدؓ کی حدیث ہے کہ **ان الساعة لا تکون حتی تکون عشر آیات: خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف فی جزیرة العرب** (قرطبی ص۱۴۷ ج۷، مسلم حدیث: ۲۲۲۶ ج۴) قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دس بڑی بڑی نشانیاں نہ دیکھو: دھواں، دجال، زمین سے جانور کا نکلنا جو لوگوں سے بات کرے گا، مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، نزول عیسیٰؑ، یاجوج ماجوج کا نکلنا، مشرق میں دھنسنے کا واقعہ، مغرب میں دھنسنے کا واقعہ، جزیرۃ العرب میں

دھنسنے کا واقعہ، آگ کا لوگوں کو میدان حشر کی طرف ہانکنا۔

علمی فائدہ: اس مضمون کی تمام روایات کو سامنے رکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ زیرِ بحث حدیث کے کسی راوی نے ترتیب الٹ پلٹ کردی ہے۔ صحیح ترتیب وہی ہے جو حضرت واثلہ بن اسقع کی حدیث میں ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ قائم نہیں ہوگی، جب تک دس نشانیاں نہ دیکھو: ۱- مشرق میں خسف ۲- مغرب میں خسف ۳- جزیرۃ العرب میں خسف ۴- دجال ۵- نزولِ عیسیٰ ۶- یاجوج ماجوج ۷- زمین سے جانور کا نکلنا ۸- مغرب سے سورج طلوع ہونا ۹- یمن کے شہر عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں اور تمام مخلوق یہاں تک کہ چیونٹیوں کو بھی میدانِ حشر کی طرف ہانکے گی۔ (اس روایت میں دسویں علامت بیان نہیں کی گئی غالبًا وہ دھواں ہے) (مجمع الزوائد ص ۳۲۸ ج ۷) حدیث ہٰذا میں چند امور لائق توجہ ہیں: ۱- حدود حرم مدینہ میں خسف سے پہلے دیگر علاقوں شام و عراق میں اس قسم کے واقعات رونما ہوچکے ہوں گے۔ ۲- یہاں مشرق سے مراد عراق اور مغرب سے مراد شام ہے کیونکہ یہ ممالک جزیرۃ العرب سے مشرق قریب اور مغرب قریب میں واقع ہیں، اس سے ان لوگوں کی غلط فہمی کا ازالہ ہوجاتا ہے جو یہاں مشرق و مغرب سے مشرق بعید یا مغرب بعید مراد لیتے ہیں کیونکہ اول تو خود زیر بحث حدیث میں قرینہ موجود ہے کیونکہ "مشرق" و "مغرب" جزیرۃ العرب (حرمین و حجاز مقدس) کے مقابلہ میں وارد ہے، نیز غرق شدہ جارح لشکر شامی حکمرانوں کا ہوگا جو حرم نبوی میں درندگی کی پاداش میں ابدی ذلت ولعنت سے ہمکنار ہوچکا ہوگا۔ مسند احمد کی اس حدیث سے بھی مذکورہ حدیث کا مطلب متعین ہوجاتا ہے جو صحار العبدی سے مروی ہے: **لا تقوم الساعۃ حتی یخسف بقبائل فیقال من بقی من بنی فلان؟ قال فعرفت حین قال قبائل انھا العرب لان العجم تنسب الی قراھا رواہ احمد و الطبرانی وابو یعلی والبزار ورجالہ ثقات** (ہیثمی - مجمع الزوائد ورجالہ ثقات) قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک چند قبائل زمین میں غرق نہیں کردیے جاتے۔ اس طرح کا واقعہ رونما ہوجانے کے بعد پوچھا جائے گا کہ بنی فلاں میں سے کون کون باقی بچا؟ حضرت صحار عبدی کہتے ہیں کہ لفظ "قبائل" سے میں سمجھ گیا کہ دھنسنے کے واقعات عالم عرب میں ہوں گے کیونکہ قبائل کی نسبت عرب میں ہوتی ہے عجم کی نسبت بلاد و امصار کی طرف ہوتی ہے) بعض روایات میں ہے کہ عرض کی گئی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنے والوں پر بھی آسمان سے پتھر، آگ وغیرہ برسنے، دھنسانے اور شکلیں بدلنے کے عذاب آئیں گے؟ فرمایا ہاں! جب ان میں گانے بجانے، ریشم پہننے اور شراب پینے کی خباثت بڑھ جائے گی۔ ایک روایت کے مطابق فرمایا: نعم! اذا کثر الخبث (جب زناکاری عام ہوجائے)

ایک غلط فہمی کا ازالہ: حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ: ابن جریر نے بعض مفسرین کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حرمین کے مابین غرق ہونے والا لشکر ہے جو بنوعباس کے ایام اقتدار میں دھنسادیا جائے گا۔ اس کی تائید میں ابن جریر نے بالکل موضوع حدیث بیان کی ہے، جس کی اصلیت کا انہیں علم نہ ہوسکا اور ان کی یہ بات عجیب ہے (ابن کثیر ص ۱۸۷ ج ۳) ہمارے نزدیک ابن کثیر کی یہ تنقید قطعی غیر علمی ہے: اولاً خود انہوں نے اسی آیت کے ذیل میں قتادہ، مجاہد، عطیہ کا قول نقل کیا ہے کہ: **من تحت اقدامھم** (اللہ ان کو ان کے قدموں تلے زمین میں غرق کردے گا) عرض کرتا ہے راقم الحروف کہ سورہ انعام میں اسی بات کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ **قل ھو قادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم** (کہہ دو کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے نیچے سے) نیز آیت **یخسف اللہ بھم الارض** (النحل: ۴۵) بھی ہم لکھ چکے۔ اس مضمون کی اور آیات بھی ہیں۔ اور یہ اصول مسلم ہے کہ **القرآن یفسر بعضہ بعضا** (قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تائید کرتا ہے) گویا سورہ انعام اور نحل کی آیات نے

سورہ سبا کی اس آیت کی تاکید و تائید کردی۔ ثانیاً بخاری مسلم وغیرہ کی صحیح احادیث کی روشنی میں ثابت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں میری امت میں خسف و مسخ و قذف ہوگا۔ اس طرح آیات، احادیث اور تابعین کے اقوال سے ثابت ہوا کہ اس سے مراد حرمین کے مابین غرق ہونے والا لشکر ہی ہے۔ پھر متعلقہ روایت کو کیسے موضوع کہا جاسکتا ہے؟ ثالثاً ابن کثیر نے اسی صفحہ پر حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ: یعنی عذابھم فی الدنیا (یعنی ان کو دنیا میں عذاب دے گا) امام قرطبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ آیت ان اسی ہزار افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آخری زمانہ میں کعبۃ اللہ پر حملہ کی غرض سے بیداء پہنچیں گے تو غرق ہوجائیں گے۔ یہی معنی ہیں" قریبی مقام سے پکڑنے کی۔" (قرطبی ص ۳۱۴ ج ۱۴) انصاف کا تقاضا تھا کہ ابن کثیر ترجمان قرآن حضرت ابن عباسؓ کے اس قول کو نقل کرکے اس پر بھی رائے زنی کرتے، مگر انہوں اسے بیان نہیں کیا، یہ بات علمی دیانتداری کے صریحاً خلاف ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تحت اقدامھم یعنی آیت کا مطلب ہے حرمین کے مابین لشکر کی غرقیابی (کتاب الفتن حدیث: ۹۴۲) اب کیا کوئی شخص یہ گمان کرسکتا ہے کہ علم و تقویٰ کے یہ دو بڑے پہاڑ، رسول خدا ﷺ کے حقیقی چچازاد بھائی، دو عظیم صحابیٔ رسول آپ سے سنے بغیر ایسی کوئی بات کہہ سکتے ہیں؟ رابعاً اوپر قیامت کی دس بڑی نشانیاں صحیح احادیث کی روشنی میں بیان کی گئیں۔ جن میں سے چند کا ذکر قرآن میں ہے۔ مثلاً: ۱- وانہ لعلم الساعۃ (وہ یعنی حضرت عیسیٰ کا نزول قیامت کی نشانی ہے) ۲- حافظ ابن حجر نے اسی آیت سے ضمناً دجال کا خروج بھی ثابت کیا ہے۔ نیز یہ آیت بھی پیش کی ہے: یوم یأتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا (جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی، اس دن کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا)۔ اور حدیث میں ہے کہ "بعض نشانیوں" میں دجال کا ظہور بھی شامل ہے (فتح الباری کتاب الفتن ص ۲۲ باب ذکر الدجال) ۳- حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج (جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے) ۴- اخرجنا لھم دابۃ الارض تکلمھم (ہم ان پر زمین سے جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا) ۵- فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین (پس انتظار کرو جس دن آسمان پر واضح دھواں نظر آئے گا) ۶- ءَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ (کیا تم بے خوف ہوگئے ہو کہ اللہ تمہیں خشکی کے کسی حصہ میں دھنسادے؟) اس سے مطلق خسف کا وقوع ثابت ہوا۔ پس جب قیامت کی بیشتر نشانیوں کا صراحت کے ساتھ قرآن میں ذکر ہے تو اگر تفسیری روایات کی روشنی میں حرمین کے مابین واقعہ خسف کو سورہ سبا کی آیت واخذوا من مکان قریب کا محمل قرار دیا جائے تو آخر کیا فرق پڑتا ہے؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ پہلے ہی فرماچکے ہیں کہ مدینہ منورہ کی حرمت کی پامالی خروج دجال کا پیش خیمہ ہوگی۔ رابعاً دراصل "بنوعباس" کے الفاظ سے یہاں لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ آغاز اسلام میں اقتدار قریش کی تین شاخوں کے پاس تھا: ۱- اہل بیت رسول کے پاس۔ یہ مختصر دور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چھ ماہ پر ختم ہوتا ہے۔ (محققین نے اس دور کو بھی خلافت راشدہ میں شامل کیا ہے) ۲- بنو امیہ یا وسیع معنوں میں آل ابوسفیان کا دور جسے عباسیوں نے ختم کیا ۳- آل عباس کا دور، منصور عباسی سے مستعصم باللہ کے ایام اقتدار میں تاتاریوں کی یلغار کے نتیجہ میں خلافت عباسیہ ختم ہوگئی۔ مگر احادیث میں خبری دی گئی ہے آخری زمانہ میں پھر انہی تینوں خاندانوں کی حکومت قائم ہوگی۔ پہلے آل عباس کی حکومت قائم ہوگی، جسے سفیانی ارباب اقتدار ختم کریں گے۔ چنانچہ یہ روایت اوپر بیان ہوئی کہ یتبع عبداللہ عبداللہ (عبداللہ کا پیچھا عبداللہ کرے گا) پہلے عبداللہ عباسی خاندان کے، دوسرے عبداللہ سفیانی ہوں گے۔ سورہ سبا آیت ۵۱ کی تفسیر میں بحوالہ قرطبی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ" سفیانی آل عباس کے تین سو سردار قتل کرے گا۔" یہاں

"آلِ عباس" سے اس خاندان کے آخری دور کے حکمران ہیں۔ تیسرے مرحلہ پر امام مہدی سفیانی حکومت کا خاتمہ بالخیر کریں گے۔ پس جاننا چاہئے کہ احادیث میں خسف و مسخ و قذف کے عذابوں کا جو ذکر ہے وہ آخری دور سے تعلق رکھتا ہے نہ پہلے دور سے۔ کیونکہ یہی قیامت سے قریب تر دور ہوگا۔ لوگوں نے ان واقعات کا محمل ابتدائی دور کو سمجھا پھر جب دیکھا کہ ایسا تو نہیں ہوا تو ان صحیح روایات کا ہی انکار کردیا۔

خسف بالمشرق: (یعنی حرم مدینہ سے پہلے عراق میں خسف کے واقعہ کا ہوگا) امام قرطبی اپنی تفسیر ص ۱۴۷ ج ۷ میں بحوالہ "فہوم الآثار" مصنف ابوالفرج جوزی فرماتے ہیں: "خسف کے بعض واقعات عراق عجم اور مغرب میں رونما ہوچکے، جن میں بیشمار لوگ ہلاک ہوگئے ہیں۔" ہمارے نزدیک اگرچہ تاریخ سے اس نوع کے واقعات کا علم ہوتا ہے، (مثال کے طور پر دیکھئے علامہ سیوطی کی تاریخ۔ مگر علاقہ میں یکے بعد دیگرے غیر معمولی واقعات کا رونما ہونا جن کو احادیث میں علامات قیامت بتایا گیا ہے، بلا شبہ وہ مستقبل قریب میں واقع ہوں گے۔ حافظ ابن حجر کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں: متعدد جگہوں پر دھنسنے کے واقعات رونما ہوچکے، لیکن امکان یہ ہے کہ حدیث میں بیان کردہ خسف کے تین واقعات پہلے سے زیادہ زبردست نوعیت کے ہوں گے (فتح الباری ص ۳۴ ج ۱۳) بلکہ جیسا کہ آگے آرہا ہے، یہ قدرتی عذاب سفیانی کے دور حکومت یا اس کے قریبی زمانہ میں ہوں گے۔ قرطبی ص ۲ ج ۱۶ میں جریر بن عبداللہ کی حدیث ہے کہ "سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: تبنی مدینة بین دجلة و دجیل وقطربل والصراة یجتمع فیها جبابرة الارض تجبی الیها الخزائن یخسف بها - وفی روایة باهلها - فلهی اسرع ذهابا من الوتد الجید فی الارض الرخوة" (تفسیر قرطبی ص ۲ ج ۱۶) انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ دجلہ، دجیل اور قطربل اور صراۃ نامی نہروں پر دو شہر قائم ہوں گے جہاں دنیا کے ظالم ترین لوگ جمع ہوں گے جو وہاں خزانے جمع کریں گے۔۔۔ ان کو اللہ تعالیٰ زمین میں غرق کردے گا اور جس طرح خشک لکڑی میں کیل بآسانی جاتی ہے، وہ شہر اس سے بھی تیزی سے زمین میں غرق ہوں گے۔ اسی تفسیر میں ہے کہ ایک شخص نے تین بار ابن عباسؓ سے کہا کہ حم عسق کی تفسیر کے بارے میں ارشاد فرمائیں، آپ نے منہ موڑ لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت حذیفہ یمانی بیٹھے تھے، فرمایا کہ میں بتاتا ہوں کہ ابن عباسؓ کے جواب نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ آیت کریمہ ان کے خاندان کے ایک شخص عبداللہ یا عبداللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مشرق (عراق) کے دریاؤں کو چیر کر دو شہر آباد کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اس کی مملکت کو برباد کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو رات کو ان میں سے ایک جل کر راکھ ہوجائے گا اور اس میں موجود ہر چیز بھسم ہوجائے گی۔ صبح کو جب دوسرے شہر کے لوگ دیکھیں گے تو تعجب کریں گے کہ یہ شہر کس طرح تہس نہس ہوگیا۔ پھر اس شہر میں اسلام کا ہر دشمن، ہر ظالم جابر جمع ہوگا، جن کو اللہ تعالیٰ زمین میں غرق کردے گا۔ اللہ تعالیٰ کے قول حم عسق کا یہی مطلب ہے۔ یہی واقعہ تفسیر ابن جریر میں بھی ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس واقعہ کو بھی منکر کہا ہے مگر ہم نے خسف، قذف اور مسخ کے بارے میں صحیح احادیث کی روشنی میں جو بحث کی ہے اس سے بہ آسانی معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے واقعات کا ظہور علاماتِ قیامت میں سے ہے، اس لئے انکار کا جواز فراہم نہیں ہوتا۔ اس ایٹمی زمانہ میں اس نوع کی احادیث کا مطلب بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ:

عہد نو برق ہے، آتش زن ہر خرمن ہے
ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اقوام کہن ایندھن ہے
ملتِ ختم رسل ﷺ شعلہ بہ پیراہن ہے

بلکہ بخاری باب ماجاء فی من یستحل الخمر کی حدیث میں یہ مضمون اس طرح وارد ہے: حدثنی ابو عامر او ابو مالک الاشعری واللہ ما کذبنی "سمع النبی

شاہ ولی اللہ اکیڈمی کا علمی و فکری مجلہ

الرحیم

ماہ جنوری تا ستمبر 2003 - جلد 23 - شمارہ 5-9

ترتیب مضامین

نقش اول

☆ منزل قریب ہے! .... چیف ایڈیٹر ۳

فکر ولی اللّٰہی

☆ شرح تراجم ابواب صحیح بخاری .... امام ولی اللہ دہلویؒ ۶

تحقیق

☆ علامات ظہور مہدی علیہ السلام .... مولانا سعید احمد بھٹو ۱۶

دین

☆ نبی کا طرز تکلم وافہام .... ڈاکٹر خلیل احمد کورائی - ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو ۳۳

☆ مسنون دعائیں .... ادارہ ۴۱

فقہ

☆ بیاض واحدی .... مخدوم عبدالواحد صدیقی پاٹائی ۴۹

رجال سندھ

☆ شہید مخدوم بلال سموں .... ڈاکٹر غلام محمد لاکھو......... ۵۶

تاریخ

☆ پاک - افغان ایک جان دو قالب .... محمد سلیمان طاہر ۵۹

☆ انقلابی سفر کی کہانی .... ظفر حسین ایبک ۶۴

تعارف کتب

ہماری نظر میں - ☆ مغرب اور عالم اسلام کی فکری کشمکش ☆ منشور قرآن ۸۱

چیف ایڈیٹر

محمد سلیمان طاہر

ڈائریکٹر

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

پبلشر

ڈائریکٹر

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

پرنٹر

نفیس پرنٹنگ پریس

لجپت روڈ حیدر آباد

کمپوزنگ

السندھ کمپوزرس

ہاشمی کالونی یونٹ نمبر 4/B لطیف آباد حیدر آباد

خط و کتابت کی ایڈریس

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر 72 حیدر آباد سندھ

فون: 782154

شاہ ولی اللہ اکیڈمی جامع مسجد صدر حیدر آباد - سندھ

زیر انتظام: محکمہ اوقاف حکومت سندھ (پاکستان)

ﷺ یقول: لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم یروح علیھم بسارحة لھم یاتیھم یعنی الفقیر لحاجة فیقولوا: ارجع الینا غدا فیبیتھم اللہ ویضع العلم ویمسخ اخری قردة وخنازیر الی یوم القیامة (بخاری حدیث نمبر ۵۵۹۰) (ابوعامر یا ابو مالک اشعری نے مجھے حدیث بتائی اور خدا کی قسم انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا کہ لامحالہ میری امت میں ایسی اقوام پیدا ہوں گی جو زناکاری، ریشم، شراب اور گانے بجانے کو حلال کریں گی اور لازماً کچھ قومیں کسی پہاڑ کے دامن میں مخملی رنگ وراگ رچائیں گی ان کے پاس مانگنے والا اپنی حاجت روائی کے لئے آئے گا جسے کل پر ٹرخادیں گے۔ رات کو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کردے گا اور پہاڑ ان پر گرا دے گا۔ جو لوگ ان میں سے بچیں گے وہ قیامت تک بندر اور سوئر کی شکلوں میں مسخ ہوتے رہیں گے) بخاری شریف کی یہ حدیث قرطبی کی حدیث کے مضمون کو ثابت کرتی ہے۔ امام قرطبی نے حم عسق کی تشریح میں بحوالہ قشیری اور ثعلبی لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ مغموم نظر آئے۔ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ کو کس چیز نے غمگین کیا ہے؟ فرمایا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ میری امت پر یہ عذاب آئیں گے: ۱- خسف (زمین میں دھنسانا) ۲- قذف (اوپر سے پتھر وغیرہ مار کر عذاب کرنا) ۳- آگ کا ہنکانا ۴- طوفانی ہوا جو ان کو اٹھا اٹھا کر سمندر میں پھینکے گی ۵- دیگر بڑی نشانیاں جو خروج دجال کے زمانہ تک ظاہر ہوں گی۔اس آیت سے فائدہ کی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مذکورہ عذاب سفیانی کے زمانہ میں نازل ہوں گے، جیسا کہ حرم مدینہ کے واقعہ سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ بالخصوص عراق کے بارے میں تو بخاری و مسلم سمیت احادیث کی اکثر کتابوں میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے تین بار یہ دعا مانگی کہ ''اے اللہ! ہمارے شام، ہمارے یمن میں برکت عطا فرما'' کسی نے کہا کہ ہمارے نجد (اور دیگر روایات کے مطابق عراق) کو بھی دعائے خیر میں شامل فرمایئے! باربار مطالبہ پر تیسری بار ارشاد فرمایا: ھناک الزلازل والفتن ومن ھنا یطلع قرن الشیطان (بخاری حدیث:۷۰۹۴) (وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطانی سینگ (دجال) ظاہر ہوگا (اس کے حق میں کیسے دعا کروں؟) یہ حدیث بھی ''خسف بالمشرق'' کے واقعہ کو ثابت کرتی ہے۔ اے اللہ! مسلمانوں پر رحم فرما۔

خسف بالمغرب: سفیانی سے پہلے شام پر عبداللہ نامی ایک شخص حکمران ہوگا جو آل عباس کا چشم و چراغ ہوگا۔خزانہ کی جنگ میں خاص طور پر عراق اور شام تباہ حال ہوچکے ہوں گے۔ ان حالات میں سفیانی ''وادی یابس'' سے اٹھے گا اور آندھی کی طرح ہر طرف چھاجائے گا۔ اس کے خلاف حمص میں بغاوت کی آگ بھڑکے گی یہاں تک کہ باغی دمشق کو جلائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ بنوعباس کے دوافراد جو ایک فرع (شاخ) کے ہوں گے، سفیانی کی اطاعت کا جوا اتار پھینکیں گے (اور خانہ جنگی شروع ہوجائے گی) (کتاب الفتن روایت: ۸۴۰) عن علی قال اذا اختلفت اصحاب الرایات السود یخسف بقریة من قری ارم ویسقط جانب مسجدھا الغربی ثم تخرج بالشام ثلاث رایات الاصھب والابقع والسفیانی فیخرج السفیانی من الشام والابقع من مصر فیظھر السفیانی علیھم (کتاب الفتن حدیث: ۸۴۱) (حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ جب کالے جھنڈوں والے آپس میں لڑپڑیں اور شہر ارم (دمشق) کا ایک گاؤں دھنس جائے اور مسجد کا مغربی حصہ زمین بوس ہوجائے، توشام میں اقتدار کے تین مدعیان پیدا ہوں گے:۱- اصہب ۲- ابقع ۳-سفیانی،سب پر سفیانی غالب ہوگا)

تشریح: ان روایات سے معلوم ہوا کہ شام میں دھنسنے کے واقعات سفیانی کے برسراقتدار آنے سے پہلے ہوں گے اور دمشق کو جلانے کا واقعہ اس کے زمانہ میں ہوگا۔ یہاں ''کالے جھنڈوں والوں کی لڑائی'' کا مطلب ہے کہ اس زمانہ کے

عباسی حکمرانوں کا فوجی نشان کالے جھنڈے ہوں گے۔ لگ بھگ اسی زمانہ میں امام مہدی کی حمایت میں مشرقی ممالک خراسان وغیرہ سے لشکر آئیں گے تو ان کا نشان ''کالی جھنڈیاں'' ہوں گی۔ کالے جھنڈوں کی حامل عباسی فوج آپس میں لڑے گی یا کسی مدمقابل سے لڑیں گے۔ بہرحال بالآخر اس ''عباسی عبداللہ'' کو ''سفیانی عبداللہ'' شکست دے کر شام اور عراق میں اس خاندان کے حکمرانوں کا خاتمہ کردے گا۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سفیانی بھی دو ہوں گے۔ ایک عراق کو فتح کرکے شام لوٹے گا تو وہیں طبعی موت مرے گا۔ اس کے بعد دوسرا سفیانی عنان اقتدار سنبھالے گا۔ اس آخری سفیانی کے بارے میں حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے کہ ''مسجد دمشق میں قائم مجلس میں ایک کپڑے پہنے (طوائف) چکر لگاتی رہے گی، یہاں تک کہ محراب میں سفیانی کی ران پر جاکر بیٹھے گی۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص اٹھے گا اور کہے گا کہ تمہارا خانہ خراب! کیا ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے ہو؟ یہ تمہارے لئے جائز نہیں! پس اسے اور جس جس کو اس واقعہ کا علم ہوگا وہیں قتل کرادے گا۔ (سنن الواردۃ حدیث:۵۹۶) حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب بعض عرب قبائل مکمل مرتد ہوکر عیسائیوں سے مل جائیں گے۔ پوچھا گیا کہ ''مکمل طور'' کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا کہ ان کے چرواہے اور ان کے کتے بھی! سائل نے کہا کہ ''انشاء اللہ! اے ابومحمد!'' آپ یہ کہہ کر غصہ میں اٹھ کھڑے ہوئے کہ ''اللہ ارادہ فرماچکا اور تقدیر لکھ چکی۔'' اسی سلسلہ حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ دوران جنگ ایک تہائی مسلم فوج مرتد ہوکر عیسائیوں کیساتھ مل جائے گی جن کو اللہ زمین میں دھنسادے گا۔ عن عبدالرحمٰن بن منه سمع النبی ﷺ یقول یکفر ثلث ویرجع ثلث شاکا فیخسف بھم (نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلم لشکر کا ایک تہائی کافر ہوجائے گا اور ایک تہائی شک کی بنا پر میدان جنگ سے بھاگے گا (کہ اگر مسلمان حق پر ہوتے یوں ہزیمتیں نہ دیکھتے) پھر ان کو زمین میں دھنسادیا جائے گا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ فتنة السخاذلة للمسلمین بعمق عکا و انطاکیه یتخرق لهم من الارض خرقا فیدخلون فیه (کتاب الفتن روایات:۱۲۷۳ تا ۱۲۷۸) یعنی یہ واقعہ عکا اور انطاکیہ (شام) کے علاقہ میں ہوگا۔ لیکن غالبًا ایسا امام مہدیؑ کا زمانہ میں ہوگا، جیسا کہ اس نوع کی دیگر احادیث سے اشارات ملتے ہیں (واللہ اعلم)

سفیانی کی فرعونیت: آمدم برسر مطلب! بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں زیر بحث سفیانی کی شخصیت کے بارے میں چند ناگزیر حقائق بیان کریں گے۔ روایات کے مطابق یہ فرعون صفت حکمران اپنا اقتدار بچانے کے لئے وہ تمام حربے اختیار کرے گا جو فرعون مصر نے اختیار کی تھیں، یہاں تک مخالفین کو آروں سے چیرے گا اور جس طرح فرعون نے بنی اسرائیل کی نسل کشی کی تاکہ موسیٰ علیہ السلام پیدا نہ ہوں، اسی طرح یہ شخص آل بیت رسولؐ کی خواتین کے پیٹ تک چیرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے علم ہوچکا ہوگا کہ مہدی علیہ السلام آنے والے ہیں جو میرا اقتدار ختم کریں گے۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سفیانی شامی لشکر لے کر جب دریا فرات عبور کرکے عاقرقوفہ (کوفہ) کے علاقہ میں پہنچے گا تو اللہ اس کے قلب سے ایمان مٹادے گا۔ پس دریا دجلہ پر ستر ہزار مسلح افراد قتل کرے گا۔ دیگر مقتولین اس کے علاوہ ہوں گے۔ وہاں ''بیت الذہب'' (سونے کے گھر) پر حملہ کرکے سپاہیوں اور ان کے کمانڈروں کو قتل کرے گا اور خواتین کے پیٹ چاک کرے گا اور کہے گا کہ شاید کسی حاملہ کے پیٹ میں وہ لڑکا (امام مہدی) ہو۔ دریائے دجلہ کے کنارہ کھڑی قریشی خواتین جانے والے اہل کشتی کو مدد کے لئے پکاریں گی کہ خدا را ہمیں سوار کرلو، مگر بنی ہاشم کے بغض کی بنا پر وہ ان کی مدد نہیں کریں گے۔ پس تم بنی ہاشم سے بغض مت کرو، کیونکہ ان ہی میں سے نبی رحمت اور ان ہی میں سے جنت میں پرواز کرنے والے (جعفرطیارؓ) ہیں، یہاں تک کہ رات چھا جائے گی اور (مظلوم) خواتین

بدمعاشوں کے خوف سے وادی کے مخفی مقام میں پناہ لیں گی (کتاب الفتن حدیث:۸۸۵) اسی کتاب کی حدیث: ۸۸۹ میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ "عورتوں کے پیٹ چاک کرکے بچے ہنڈیوں میں ابالے گا۔" ایک روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں: یقتل السفیانی کل من عصاہ و ینشرھم بالمناشیر و یطبخھم بالقدور ستة اشھر (جو بھی سفیانی کی نافرمانی کرے گا، اسے قتل کرے گا اور مخالفین کو آروں سے چیرے گا اور ان کو ہانڈیوں میں پکائے گا اور چھ ماہ تک ظلم کی یہ اندھی چکی چلتی رہے گی(حدیث: ۸۶۷) قرطبی "واخذوا من مکان قریب" (سورہ سبا آیت ۵۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی میں حذیفہؓ کی مرفوع حدیث ہم نے اپنی کتاب "التذکرہ" میں بیان کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرق ومغرب یعنی شام اور عراق کے فتنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اسی دوران ان (اہل شام) پر وادئ یابس سے اچانک ایک لشکر نمودار ہوگا یہاں تک کہ وہ دمشق پر قبضہ کرے گا۔ پھر اس لشکر کا ایک حصہ مشرق (عراق) اور دوسرا مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے بھیجا جائے گا۔ عراق بھیجا جانے والا لشکر ارض بابل کے لعنتی شہر اور خبیث علاقہ۔ یعنی بغداد۔ میں اترے گا اور وہاں تین ہزار سے زیادہ لوگوں کو قتل کرے گا اور ایک سو(حاملہ) خواتین کے پیٹ چاک کرے گا۔ اس کے علاوہ آل عباس کے تین سو سردار قتل کرے گا۔ اس کے بعد یہ لشکر شام کے دیگر اطراف میں پھیل جائے گا۔ اسی دوران کوفہ سے امام مہدی کی حمایت میں ایک لشکر نکلے گا (واضح ہو کہ اس وقت کوفہ بحیثیت شہر مٹ چکا ہے) جو (سفیانی کے) لشکر کو دو رات کی مسافت پر دبوچ لے گا اور اسے قتل کرے گا جس میں سے کوئی زندہ بچ نہ پائے گا اور ان کے ہاتھوں میں جو باندھی، غلام اور غنیمت کا سامان ہوگا وہ ان سے چھڑالے گا۔(سفیانی کا بھیجا گیا) دوسرا لشکر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوگا جہاں تین دن، تین راتیں قتل عام اور لوٹ مار کرے گا۔ پھر وہ لشکر حرم مکہ کی طرف روانہ ہوگا، جب بیداء (مدینہ سے باہر) پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ جاؤ ان سے بدلہ لے لو۔ جبرئیل علیہ السلام اپنا پاؤں زمین پر ماریں گے تو اللہ ان کو زمین میں غرق کردے گا۔" (ایضا تفسیر ابن جریر ص ۱۰۷ ج ۲۲) حضرت علی فرماتے ہیں کہ سفیانی عراق کو برباد کرنے کے بعد حرم مدینہ پر لشکر کشی کرے گا، پھر قریش اور ان کے انصار و مددگار افراد کا قتل عام کرے گا۔۔۔خواتین کے پیٹ چاک کرے گا۔ بچوں کو قتل کرے گا۔ محمد و فاطمہ نامی بھائی بہن کو قتل کرکے ان کی لاشیں مسجد نبوی کے دروازے پر لٹکادے گا۔ اس وقت مہدی مدینہ سے مکہ نکل جائیں گے اور دوسرے لوگ اور عورتیں طائف یا پہاڑی علاقوں کی طرف راہ فرار اختیار کریں گے۔ امام زہری کہتے ہیں کہ حرم مدینہ میں تین دن قتل عام ہوتا رہے گا۔ نیز راہ فرار اختیار کرنے والے بچوں اور عورتوں کو پکڑ پکڑ کر ذبح کیا جائے گا(کتاب الفتن، مضمون: بعثة الجیش الی المدینة)

سفیانی کافر ہوجائے گا: سفاک سفیانی کے مظالم کی انتہا آپ نے دیکھی۔ یہ بات بھی آپ کو معلوم ہے کہ حرم مدینہ میں ظلم و تشدد کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ:فاولئک علیھم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل (ایسے لوگوں پر اللہ،فرشتوں،لوگوں سب کی لعنت ہے نہ ان کی فرض نیکی قبول کی جائے گی نہ ہی نفلی) یہ درندہ صفت حکمران اس وقت پیدا ہوگا جب مسلمانوں کی دینی پستی کا عالم یہ ہوگا کہ لا یخرج السفیانی حتی یکفر باللہ جھارا و یبصق بعضھم فی وجوہ بعض (السنن الواردة فی الفتن حدیث:۵۴۴) سفیانی اسی وقت نکلے گا جب علی الاعلان اللہ تعالیٰ کا کفر کیا جائے گا اور لوگ ایک دوسرے کے منہ میں تھوکیں گے) خود سفیانی کے بارے میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ لا یعبر السفیانی الفرات الا وھو کافر (فرات عبور کرتے ہی کافر ہوجائے گا) (ایضاً روایت:۵۴۶) یدعی عبداللہ ما عبداللہ تعالیٰ قط اخبث البریة مشوة ملعون من تبعه و دعا

الیہ یلعنہ اھل السماء و اھل الارض وھو ابن آکلۃ الاکباد (اسے عبداللہ کے نام سے پکارا جائے گا، اس نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی۔ مخلوق میں خبیث ترین اور بدصورت ہوگا جو اس کی اطاعت کرے یا اس کی طرف بلائے گا وہ بھی ملعون ہوگا۔ آسمان والے بھی اس پر لعنت کریں گے تو زمین والے اس پر لعنت کریں گے۔ وہی کلیجہ چبانے والی کا بیٹا ہے (ہند کی طرف اشارہ ہے جس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا) حضرت حذیفہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! موحد ہونے کے باوجود بنوکلب سے لڑنا کس طرح جائز ہوگا؟ فرمایا کہ اے حذیفہ! وہ مرتد ہوچکے ہوں گے۔ شراب کو حلال سمجھیں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے۔

قدس میں سفیانی کا ذبح: بعض روایات کے مطابق امام مہدی بیداء میں لشکر دھنسنے کی خبر سنیں گے تو بارہ ہزار فوج لے کر عازم قدس ہوں گے۔۔۔ (سفیانی) کہے گا کہ خدا کی قسم! اس شخص میں تو اللہ تعالیٰ نے سامان عبرت رکھا ہے۔ میں نے اسے گرفتار کرنے کے لئے زبردست لشکر بھیجا جو زمین میں دھنس گیا۔ یہ بڑی عبرت اور بصیرت کی بات ہے۔ پھر امام مہدی کی اطاعت بجا لائے گا (دیگر روایات کے مطابق لوگ اسے کہیں گے کہ تو اس شخص کی بیعت کر کہ یہی مہدی ہیں ورنہ تجھے قتل کردیں گے) پھر اس کے پاس کلب قبیلہ کے لوگ آئیں گے جو اس کے اخوال (ماموں کی اولاد) ہوں گے۔ وہ اسے عار دلاتے ہوئے کہیں گے کہ اللہ نے تجھے قمیص پہنائی (حکومت دی) تو نے وہ اتاردی! کہے گا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں اس کی بیعت توڑدوں؟ کہیں گے کہ بالکل! پس سفیانی امام کے پاس قدس آئے گا اور بیعت واپس کرنے کا مطالبہ کرے گا۔ مہدی فرمائیں گے کہ بیعت واپس نہیں ہوگی۔ سفیانی اصرار کرے گا۔ آپؑ فرمائیں گے کہ کیا واقعی تو چاہتا ہے کہ تیری بیعت واپس کردوں؟ کہے گا کہ بالکل! آپ اس کی بیعت واپس کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ (لوگو دیکھو!) اس نے میری اطاعت کا عہد توڑدیا۔ پھر حکم دیں گے تو اسے القدس کے چوراہے پر ذبح کردیا جائے گا۔ پس نامراد ہوا وہ شخص جو کلب قبیلہ کے مال غنیمت سے محروم ہوا۔ بعض روایات کے مطابق تین سال کے بعد بیعت توڑے گا اور امام مہدی سے جنگ کرے گا، پھر ہزیمت کا منہ دیکھے گا اور بالآخر سفیانی اور جس جس نے امام کی بیعت توڑی تھی، سب کو قتل کردیا جائے گا اور بنوکلب کے لوگوں کو باندی غلام بنادیا جائے گا اور دمشق کی بازاروں میں بنوکلب کی قیدی خواتین بکیں گی۔ اس طرح سفیانی کا یہ سفاک دور ختم ہوگا اور امام مہدی باقاعدہ خلافت اسلامیہ کا اعلان کریں گے۔ ظہور مہدیؑ کی دیگر علامات انشاء اللہ اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

علامات ظہور مہدی

ابونضرۃ سے روایت ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کے پاس تھے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کی کہ قریب ہے کہ اہل عراق تک نہ اناج پہنچے اور نہ درہم یعنی ان کا اقتصادی بائیکاٹ ہو۔ ہم نے پوچھا کہ کون ان پر اقتصادی پابندیاں لگائے گا؟ کہنے لگے عجمی ممالک یعنی اقوام متحدہ۔ پھر فرمایا کہ قریب ہے کہ اہل شام کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو۔ ہم نے کہا کہ اہل شام پر یہ پابندیاں کون لگائے گا؟ کہنے لگے کہ رومی (عیسائی) قدرے توقف کے بعد کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے آخری زمانہ میں ایک خلیفہ پیدا ہوگا۔ وہ جھولیاں بھر بھرکر مال دے گا، گن کرنہیں دے گا۔ حدیث کا راوی کہتا ہے کہ میں نے ابونضرۃ اور ابوالعلاء سے پوچھا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ اس خلیفہ سے مراد حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ دونوں نے جواب دیا کہ نہیں! (بلکہ امام مہدی مراد ہیں)
(صحیح مسلم ص ۳۹۵)

ڈاکٹر خلیل احمد کورائی - ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز تکلم و اسلوب افہام

تکلم انسان کے ایمان، کردار کو پوری طرح بے نقاب کردیتا ہے۔ موضوعات اور الفاظ کا انتخاب، فقروں کی ساخت، آواز کا اتار چڑھاؤ، لہجے کا اسلوب اور بیان کا زور، یہ ساری چیزیں واضح کرتی ہیں کہ متکلم کس پائے کی شخصیت کا علمبردار ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ خطابت نبوت کے لوازمات میں ہمیشہ شامل رہی ہے۔ یہ منصب کا طبعی اور فطری تقاضا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی اپنی امت کی زبان میں نہایت ہی فصیح انداز خطابت میں اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔

جب ہم نوح علیہ السلام کی تاریخ کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام میں خطابت وموعظت کا طویل ترین فریضہ حضرت نوح علیہ السلام نے انجام دیا۔ انہوں نے دعوت وتبلیغ رسالت کا سلسلہ اللہ جل جلالہ کے حکم کے مطابق ساڑھے نو سو سال تک مسلسل جاری رکھا۔ سورۃ العنکبوت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا

ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ پچاس کم ایک ہزار برس ان کے درمیان رہا۔

اس سلسلے میں انہوں نے ہر قسم کا اسلوب اختیار کیا۔ کبھی علانیہ اور بآواز بلند خطاب فرماتے، کبھی پوشیدہ طور پر وعظ وتبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ان کے یہ خطبات اتنے پر اثر تھے کہ باطل پرست ہدایت سے منہ موڑنے والے کفار ان کی تاب نہ لاتے ہوئے متاثر ہونے لگتے تو اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تاکہ ان کی آواز کا سحر ان تک نہ پہنچ پائے۔

سورہ نوح میں اس کیفیت کا اس طرح منظر پیش کیا گیا ہے:

(۲) "قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا☆ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا☆ وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا☆ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا☆ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا☆"

انہوں نے عرض کیا کہ: اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب وروز پکارا مگر میری پکار نے ان کے فرار ہی میں اضافہ کیا اور جب بھی میں نے ان کو بلایا تاکہ تو انہیں معاف کردے تو انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لیے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے ان کو بلند آواز سے دعوت دی پھر میں نے اعلانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔

حضرت ہود علیہ السلام کے لئے سورۃ الاعراف میں ارشاد ہے:

(۳) "اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ۔"

پھر اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں جو قوم عاد پر کی تھیں،

ان کو بیان کر کے بڑے پراثر انداز میں ان کو دعوت الی اللہ دی۔

حضرت صالح علیہ السلام کے لئے سورہ الاعراف میں بیان ہے:

(۴) فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰـكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ☆

اور صالح یہ کہتا ہوا ان کی بستیوں سے نکل گیا کہ اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تجھے پہنچادیا اور میں نے تیری بہت خیرخواہی کی مگر میں کیا کروں کہ تمہیں اپنے خیر خواہ پسند نہیں ہیں۔

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام انبیاء کرام میں خطابت کے لحاظ سے نہایت ہی نمایاں اور منفرد مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے جو طریقہ دعوت الی اللہ اختیار کیا، وہ اتنا پختہ اور پر اثر تھا کہ معاندین اور مخالفین ندامت کے ساتھ راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتے تھے۔ انہوں نے حکمت وتدریج کے ساتھ اس دور میں مروج مشرکانہ عقائد کا بطلان کیا۔ انہوں نے آ ثار کائنات کا مشاہدہ کیا اور ان پر غور وفکر کیا۔ ان سے صحیح استدلال کر کے وہ امر حق معلوم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

(۵) حضرت ابراہیم نے اپنے قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے سخت جدوجہد کی اور مختلف قسم کے طریقے استعمال کیے تاکہ اس کی قوم اپنے کرتوتوں سے باز آجائے۔ کبھی وہ اپنی قوم کے باطل پرستانہ عقائد کو چاند، تاروں اور سورج کی خلقت کی طرف توجہ دلاتے ہیں، کبھی وقت کے حاکم سے محاکمہ کرتے ہیں اور کبھی ان کے باطل معبودوں کو توڑ کر ان کے بے بس ہونے کو ثابت کرتے ہیں اور کبھی وعظ ونصیحت کے ذریعہ قوم کو دعوت حق دیتے ہیں۔

ان کے طرز خطابت اور استدلال کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس طریقے کو بحث اور دلیل کا بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۶) وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ نَرْفَــعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ☆

یہ تھی ہماری وہ حجت جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم میں عطا کی۔ ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ عطا کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ تمہارا رب نہایت دانا علیم ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ۔نے حضرت داؤد کے فرزند حضرت سلیمان علیہما السلام کو دنیوی اور اخروی نعمتوں سے مالا مال کیا تھا۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت پر فائز فرمایا تھا۔ دونوں کو اقتدار کی عظمت بھی بخشی تھی اور دونوں کو حکمت کے ساتھ پیغمبرانہ خطابت سے بھی نوازا گیا تھا۔ سورہ ص میں حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۷) وَشَـدَدْنَـا مُلْكَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ☆

ہم نے ان کی سلطنت مضبوط کردی تھی۔ اس کو حکومت عطا کی تھی اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت بخشی تھی۔

علامہ آلوسی فصل الخطاب کے متعلق لکھتے ہیں:

(۸) ای فصل الخصام بتمییز الحق عن الباطل...... او الکلام الذی یفصل بین الصحیح والفاسد والحق والباطل والصواب والخطأ وهو کلامه علیه السلام فی القضایا والحکومة وتدابیر الملک والمستودات او الکلام الذی ینبه المخاطب علی المقصود من غیر التباس یراعی فیه الفصل والوصل والعطف والاستئناف والاضمار والحذف والتکرار ونحوها ......

فصل الخطاب سے مراد فصل الخصام ہے۔ یعنی حق کی باطل سے تمیز کرنا یا وہ کلام جو صحیح اور فاسد، حق وباطل کی درست لغزش کے درمیان تمیز کرے اور یہ کلام آپؑ کا فیصلوں، حکومت کے معاملات وتدابیر، کاروائیوں کے متعلق تھا یا وہ کلام جو مخاطب کو مقصود بات بغیر کسی التباس کے متنبہ کرے جس میں فصل وصل عطف استئناف، اضمار، حذف، اور تکرار کا لحاظ رکھا جائے۔

حضرت داوٗد علیہ السلام کی آواز میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنی کشش اور شیرینی رکھی تھی کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تھے تو پہاڑ اور پرندے بھی ساتھ ساتھ تسبیح بیان کرتے تھے۔

سورۃ الانبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۹) وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِيْنَ ☆

داوٗد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کردیا تھا جو تسبیح کرتے تھے' اس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے۔

سورہ ص میں ارشاد ہے:

(۱۰) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ☆ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ☆ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ ☆ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ☆

اور ان کے سامنے ہمارے بندے داوٗد کا قصہ بیان کرد جو بڑی قوتوں کا مالک تھا، ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا، ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا کہ صبح وشام وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ پرندے سمٹ آتے اور سب کے سب اس کی تسبیح کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے۔ ہم نے اس کی سلطنت مضبوط کردی تھی، اس کو حکمت عطا کی تھی اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت بخشی تھی۔

حضرت داوٗد علیہ السلام کی خوش الحانی اتنی مشہور تھی کہ اس کو ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے حضرت ابوموسیٰ اشعری خوش الحانی میں بہت مشہور تھے۔ ان کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

(۱۱) فقد اوتیت مزمار من مزامیر آل داوٗد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تجھے داوٗد علیہ السلام جیسی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔

اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت، سلطنت اور خطابت کے علاوہ بے شمار فضائل سے نوازا تھا۔ سورۃ النمل میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر اپنے بعض انعامات کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

(۱۲) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ☆ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ☆ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ☆

اور بیشک ہم نے داوٗد علیہ السلام کو علم عطا کیا اور انہوں نے کہا کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم کو اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت عطا کی اور داوٗد کا وارث سلیمان ہوا اور اس نے کہا: لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں۔ بیشک یہ (اللہ کا) نمایاں فضل ہے۔ سلیمان کے لئے جن اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱۳) "وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا"

حالانکہ حکم اور علم ہم نے دونوں ہی کو عطا کیا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آغوش مادری میں جو نطق و گویائی اور خطیبانہ فصاحت و بلاغت کی صلاحیت عطا فرمائی تھی، منصب نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد اسے چار چاند لگ گئے۔ آپ کے خطبات میں دلنشین تمثیلات، خوبصورت تشبیہات اور کلمات حکمت کی فراوانی ہوتی تھی۔ یہی آپ کا تمام انبیاء کرام میں سے ایک امتیازی مقام ہے۔ کتاب مقدس کے علاوہ عربی زبان میں ادب کی مختلف کتابوں میں آپ کے ارشادات واقوال زریں کے جو نمونے ملتے ہیں، وہ اس بات کی تائید وتاکید کے لئے کافی ہیں۔

اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کو دیگر انعامات کے ساتھ ساتھ خطابت کے فن سے بھی نوازا تھا۔

نبی امی، رحمۃ للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ جس عہد اور جس قوم میں مبعوث ہوئے تھے، اس کا خاصہ ہی شعر وخطابت میں فصاحت وبلاغت تھی۔ اس لئے یہ بات بھی طبعی اور قدرتی تھی کہ نبی اکرم ﷺ کو فصاحت وبلاغت کے تمام خصائص، لوازمات اور مظاہر پوری جامعیت وکمال کے ساتھ عطا کیے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی امی افصح العرب ﷺ کو جو غیر فانی معجزہ عطا ہوا، وہ بھی فصاحت وبلاغت کے متعلق ہے۔ قرآن کریم پہلے بھی اپنے لفظ ومعنیٰ کے تمام خصائص ومحاسن کے ساتھ عربوں اور پوری انسانیت کے لئے ایک کھلا چیلنج تھا اور رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب دعوت اسلام کا منصب سپرد ہوا تو فصاحت وبلاغت کے ساتھ ساتھ حکمت وموعظت اور حسن استدلال کا بھی حکم ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱۴) اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

اے رسول ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجئے تو حکمت اور اچھے وعظ ونصیحت سے اوران لوگوں سے اگر بحث استدلال کی نوبت آئے تو احسن طریقہ سے استدلال فرمائیے۔

سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

(۱۵) وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا

انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دل میں اتر جائے۔

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ قول بلیغ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کلام بذاتہ فصیح وبلیغ ہو جس کے لازمی اوصاف تین ہوتے ہیں:

۱- لغوی اعتبار سے کلام درست ہو۔

۲- معنیٰ مقصود سے مطابقت رکھتا ہو۔

۳- کلام فی ذاتہ صحیح وصادق ہو۔

(۱۶) قول بلیغ کی دوسری قسم یہ ہے کہ بات کہنے والا بھی بلیغ ہواور مخاطب پر بھی اس کا اثر ہو تو وہ کلام بلیغ کہلائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کو جس قول بلیغ کا حکم ہے اس میں یہ دونوں قسمیں شامل ہیں۔

قریش مکہ کے ایک مہذب خاندان کا یہ ممتاز فرد قبیلہ بنی سعد کی فضاؤں میں عرب کی فصیح ترین زبان سے آراستہ تو تھا ہی، وحی کی لسان مبین نے حسن گفتار کو اور بھی صیقل کردیا تھا۔ حق یہ ہے کہ حضور افصح العرب تھے۔ ایک مرتبہ بنو نصر کے لوگ آئے تو گفتگو ہوتی رہی جس دوران آنے والوں نے تعجب سے کہا کہ: اے اللہ کے نبیؐ! ہم اور آپ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں، ایک ہی مقام پر پرورش پائی ہے، پھر یہ کیا بات ہے کہ آپ ایسی عربی میں بات کرتے ہیں جس کی لطافتوں کو ہم میں سے اکثر نہیں سمجھ سکتے؟ فرمایا کہ:

(۱۷) انا اعربکم انا قرشی واسترضعت فی

بنی سعد بن بکر
میں تم سے زیادہ عربی بولنے والا ہوں۔ میں قریش سے تعلق رکھتا ہوں اور میں نے بنو سعد بن بکر میں پرورش پائی ہے۔

نیز حضور اکرم ﷺ سے عربی کے ایسے ایسے الفاظ مروی ہیں کہ عظیم ماہر لسانیات کو بھی بعض اوقات ان کے معانی ومطالب معلوم کرنے کے لئے حضور ﷺ سے پوچھنا پڑتا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(۱۸) ان اللہ عزوجل ادبنی فاحسن ادبی ونشات فی بنی سعد بن بکر

میری لسانی تربیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور میرے ذوقِ ادب کو خوشتر بنایا۔ نیز میں نے قبیلہ سعد کی فصاحت آموز فضا میں پرورش پائی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! کیا سبب ہے کہ آپ فصاحت میں ہم سب سے بالاتر ہیں حالانکہ آپ ہم سے کبھی الگ نہیں ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

(۱۹) ''میری زبان اسماعیل علیہ السلام کی زبان ہے جسے میں نے خاص طور سے سیکھا ہے۔ اسے جبرئیل علیہ السلام مجھ تک لائے اور میرے ذہن نشین کردی۔''

ثابت ہوا کہ حضور کی زبان محض عربی نہ تھی بلکہ خاص پیغمبرانہ زبان تھی جس کا جوڑ اسماعیلی زبان سے ملتا تھا اور جبریل علیہ السلام جس زبان میں قرآن مجید لائے تھے، وہ بھی وہی پیغمبرانہ زبان تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ امر سامنے رہنا چاہئے کہ انبیاء جو ایک مشن لے کر آتے ہیں، ان میں ہر آن سچے جذبات کی موجیں اٹھتی ہیں اور وہ جو بات بھی کرتے ہیں تو اس میں مقصد کی عظمت معنوی گہرائی پیدا کرتی ہے، مخلصانہ جذبات اسے ادبی چاشنی دیتے ہیں اور کردار کی بلندی اسے پاکیزہ بناتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو میں الفاظ اتنے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتے کہ سننے والا آسانی کے ساتھ یاد کرلیتا۔ بلکہ الفاظ ساتھ ساتھ گنے جاسکتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ:

(۲۰) ان النبی ﷺ کان یحدث حدیثا لوعدہ العاد لاحصاہ.

رسول اللہ ﷺ جب بھی گفتگو کرتے تھے تو اگر الفاظ کو گنا جائے تو گنا جاسکتا تھا۔

ام معبد نے رسول اللہ ﷺ کی جو تصویر الفاظ میں مرتب کی ہے، اس کا جواب نہیں۔ آپؐ کی گفتگو کے متعلق کہتے ہیں:

(۲۱) ''گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، الفاظ نہ ضرورت سے کم نہ زیادہ، نہ کوتاہ سخن نہ طویل گو۔''

حضور ﷺ تاکید تفہیم اور تسہیل حفظ کے لئے خاص الفاظ اور کلمات کو تین مرتبہ دہراتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(۲۲) ان النبی ﷺ اذا تکلم بکلمة اعادھا ثلاثا حتیٰ تفھم عنه.

جب رسول اللہ ﷺ کوئی کلمہ بولتے تھے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ اس کو خوب سمجھا جاسکے۔

بعض امور میں تصریح سے بات کرنا مناسب نہ سمجھتے تو کنایۃً فرماتے تھے۔ مکروہ اور فحش اور غیر حیادارانہ کلمات سے سخت تنفر تھا۔ بخاری میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ:

(۲۳) ان رسول اللہ ﷺ لم یکن فاحشا ولا متفحشا وکان یقول خیارکم احسنکم